بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصول مناظرہ

از افادات: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مناظر کیلئے اصول مناظرہ کے حوالے سے دس باتوں کا جاننا اور سمجھنا ضروری ہے:

1: تعریف علم مناظرہ	2: موضوع علم مناظرہ	3: غرض علم مناظرہ	4: مناظرہ
5: طریقہ مناظرہ	6: ثبوتِ مناظرہ	7: حکمِ مناظرہ	8: آدابِ مناظرہ
9: متعلقاتِ مناظرہ	10: اہمیت وحیثیت مناظرہ		

1: تعریف علم مناظرہ

"هُوَ عِلْمٌ يُّعْرَفُ بِهٖ كَيْفِيَّةُ آدَابِ اِثْبَاتِ الْمَطْلُوْبِ اَوْ نَفْيِهٖ اَوْ نَفْيِ دَلِيْلِهٖ مَعَ الْخَصْمِ"

ترجمہ: علم مناظرہ وہ علم ہے جس میں اپنے دعویٰ کے اثبات یا فریق مخالف کے دعویٰ یا اس کی دلیل کو توڑنے کے طریقے معلوم کئے جائیں۔

2: موضوع علم مناظرہ

"اَلْاَدِلَّةُ مِنْ حَيْثُ اَنَّهَا تُثْبِتُ الْمُدَّعٰى عَلَى الْغَيْرِ"

ترجمہ: وہ دلائل جو دوسرے کے خلاف دعویٰ کو ثابت کریں۔

3: غرض علم مناظرہ

"صِيَانَةُ الذِّهْنِ عَنِ الْخَطَأِ فِي الْوُصُوْلِ اِلَى الْمَطْلُوْبِ"

ترجمہ: مقصود تک پہنچنے میں ذہن کو غلطی سے بچانا۔

4: مناظرہ

لغوی معنی:

(۱) اگر مناظرہ "نظیر" سے مشتق ہو تو معنی ہو گا "ہم مثل ہونا"۔ اسی لئے کہتے ہیں: "يَنْبَغِيْ لِلْمُنَاظِرَيْنِ اَنْ يَّكُوْنَا مُتَسَاوِيَيْنِ فِي الْعِلْمِ" یعنی دونوں مناظروں کو علم میں ہم پلہ ہونا چاہئے۔

فائدہ: "تساوی فی العلم" امر تقریبی ہے، تحقیقی نہیں ہے۔ مثلاً دونوں مناظر اپنے اپنے مسلک کے وفاق کے فاضل ہوں۔

(۲) اگر مناظرہ "نظر" بمعنی "رویت" سے مشتق ہو تو معنی ہو گا "ایک دوسرے کو دیکھنا"۔ اسی لئے کہتے ہیں: "يَنْبَغِيْ لِلْمُنَاظِرَيْنِ اَنْ يُّبْصِرَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا الْاٰخَرَ" یعنی مناظرین کو چاہئے کہ ہر ایک دوسرے کو دیکھتا رہے۔

(۳) اگر مناظرہ "نظر" بمعنی "غور و فکر" سے مشتق ہو تو معنی ہو گا ایک دوسرے کے کلام میں غور و فکر کرنا۔ اسی لئے کہتے ہیں: "يَنْبَغِيْ لِلْمُنَاظِرَيْنِ اَنْ يَّتَفَكَّرَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فِيْ كَلَامِ الْاٰخَرِ" یعنی دونوں مناظروں میں سے ہر ایک کو دوسرے کے کلام میں غور و فکر کرنا چاہئے۔

(۴) اگر مناظرہ "نظر" بمعنی "انتظار" سے مشتق ہو تو معنی ہو گا "انتظار کرنا"۔ اسی لئے کہتے ہیں: "يَنْبَغِيْ لِلْمُنَاظِرَيْنِ اَنْ يَّنْتَظِرَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا اِنْتِهَاءَ كَلَامِ الْاٰخَرِ" یعنی مناظرین میں سے ہر ایک کو دوسرے کے کلام ختم ہونے کا انتظار کرنا چاہئے۔

اصطلاحی معنی:

تَوَجُّهُ الْمُتَخَاصِمَيْنِ فِي النِّسْبَةِ بَيْنَ الشَّيْئَيْنِ إِظْهَارًا لِّلصَّوَابِ۔

ترجمہ: دو چیزوں کے درمیان نسبت کے بارے میں درست بات کو ثابت کرنے کیلئے فریقین کا گفتگو کرنا۔

فائدہ نمبر 1: لغوی و اصطلاحی معنی کا مطلب:

لغوی معنی: لفظ کا اصلی معنی جو اہل زبان مراد لیتے ہیں۔

اصطلاحی معنی: لفظ کا وہ معنی جو اہل زبان یا اہل علاقہ یا اہل فن متعین کر لیں۔ مثلاً ''اَطْوَلُ يَدًا'' کا لغوی معنی ''لمبے ہاتھ والا ہونا'' ہے، لیکن اہل زبان اس سے وصفِ سخاوت مراد لیتے ہیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن سے فرمایا:

اَسْرَعُكُنَّ بِيْ لِحَاقاً اَطْوَلُكُنَّ يَدًا (صحیح مسلم: ج2 ص291 باب فضائل زینب ام المومنین رضی اللہ عنہا)

ترجمہ: میری وفات کے بعد تم میں سے سب سے پہلے اس بیوی کی وفات ہو گی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے۔

اس سے مراد حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا تھیں کیونکہ وہ سخاوت میں ممتاز تھیں۔

نوٹ: فن بدل جائے تو معنی اصطلاحی بدل جاتا ہے جیسے لفظ ''کلمہ'' جب درجہ حفظ کی درس گاہ میں بولا جائے گا تو اس سے مراد ''کلمہ طیبہ'' ہو گا، علم نحو میں اس سے مراد ''لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًى مُفْرَدٍ'' (وہ لفظ جو ایک معنی کیلئے وضع کیا گیا ہو)۔ اسی طرح تصوف کے باب میں ''مشکل کشا'' کا معنی ''تزکیہ کرنے والا'' ہے اور باب عقیدہ میں اس کا معنی ''مافوق الاسباب مدد کرنے والا'' ہے۔

فائدہ نمبر 2:

نسبت سے ''نسبۃ تامہ خبریہ بین الشیئین'' مراد ہے، کیونکہ نسبت ناقصہ اور نسبت تامہ انشائیہ میں مناظرہ نہیں ہوتا۔ اسی لئے کہتے ہیں: ''لَا يَتَحَقَّقُ الْمُنَاظَرَةُ فِي النِّسْبَةِ النَّاقِصَةِ بَيْنَ الشَّيْئَيْنِ وَلَا فِي الْإِنْشَائِيَّاتِ''

فائدہ نمبر 3: مناظرہ، مجادلہ اور مکابرہ میں فرق:

مناظرہ: ''تَوَجُّهُ الْمُتَخَاصِمَيْنِ فِي النِّسْبَةِ بَيْنَ الشَّيْئَيْنِ إِظْهَارًا لِّلصَّوَابِ''

ترجمہ: دو چیزوں کے درمیان نسبت کے بارے میں درست بات کو ثابت کرنے کیلئے فریقین کا گفتگو کرنا۔

مجادلہ: ''أَلْمُنَازَعَةُ لَا لِإِظْهَارِ الصَّوَابِ بَلْ لِإِلْزَامِ الْخَصْمِ''

ترجمہ: فریقین کا اثبات حق کیلئے نہیں بلکہ فریق مخالف کو چپ اور رسوا کرنے کیلئے گفتگو کرنا۔

مکابرہ: ''أَلْمُنَازَعَةُ لَا لِإِظْهَارِ الصَّوَابِ وَلَا لِإِلْزَامِ الْخَصْمِ''

ترجمہ: فریقین کا اثبات حق اور فریق مخالف کو خاموش کرانے کے علاوہ کسی اور مقصد مثلاً شہرت وغیرہ کیلئے گفتگو کرنا۔

5: طریقہ مناظرہ

فریقین میں سے ایک مدعی اور دوسرا مدعیٰ علیہ ہو۔ مدعی کو معلل، مجیب اور مدعیٰ علیہ کو منکر، سائل اور نافی بھی کہتے ہیں۔

مدعی: ''مَنْ نَصَبَ نَفْسَهُ لِإِثْبَاتِ الْحُكْمِ بِالدَّلِيْلِ أَوِ التَّنْبِيْهِ۔''

ترجمہ: مدعی وہ ہے جو دعویٰ کو دلیل یا تنبیہ کے ساتھ ثابت کرنے کی ذمہ داری قبول کرے۔

سائل: ''مَنْ نَصَبَ نَفْسَهُ لِنَفْيِ الْحُكْمِ۔''

ترجمہ: سائل وہ شخص ہے جو مدعی کے دعویٰ کو توڑنے کی ذمہ داری قبول کرے۔

فائدہ نمبر 1:

دلیل: دلیل کی عموماً دو تعریفیں کی جاتی ہیں۔

1: ”اَلْمُرَکَّبُ مِنَ الْقَضِیَّتَیْنِ لِلتَّعَدِّیْ اِلٰی مَجْھُوْلٍ نَظْرِیٍّ۔“

ترجمہ: مجہول نظری تک پہنچنے کیلئے دو قضیوں سے مرکب شئی کو ”دلیل“ کہتے ہیں۔

2: ”مَا یَلْزَمُ مِنَ الْعِلْمِ بِہِ الْعِلْمُ بِشَیْئٍ آخَرَ۔“

ترجمہ: دلیل وہ چیز ہے جس کے علم سے دوسری چیز کا علم از خود ہو جائے۔

تنبیہ: دعویٰ کے خفاء کو جس وضاحت سے دور کریں اس وضاحت کو ”تنبیہ“ کہتے ہیں۔ مثلاً ہمارا دعویٰ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں، اس پر دلیل ”اَلْاَنْبِیَاءُ أَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ“(مسند ابی یعلی: ص658 رقم الحدیث 3425 عن انس) [تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں] ہے۔

اس پر منکرین حیاۃ الانبیاء یہ اعتراض کرتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے زندہ باپ کو قبر میں دفن نہیں کرتا۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں تو کیا صحابہ رضی اللہ عنہم (العیاذ باللہ) اتنے ظالم تھے کہ زندہ نبی کو دفن کر دیا؟ جواب دیتے ہوئے ہم نے اپنے دعویٰ کی وضاحت یوں کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم دنیا میں فوت ہوئے اور عالم برزخ میں زندہ ہیں۔

فائدہ نمبر 2:

دعویٰ کبھی اثباتاً ہوتا ہے، جیسے کوئی غیر مقلد کہے: ”فاتحہ خلف الامام فرض ہے“ اور کبھی نفیاً ہوتا ہے، جیسے کوئی غیر مقلد کہے: ”مقتدی کی نماز امام کے پیچھے بغیر فاتحہ کے نہیں ہوتی۔“

فائدہ نمبر 3:

مدعی نے چونکہ اپنا دعویٰ ثابت کرنا ہوتا ہے اس لئے پہلی ٹرم (نشست) مدعی کی ہوتی ہے اور مدعی نے چونکہ اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کی ذمہ داری لی ہے اس لئے مناظرہ میں آخری ٹرم بھی مدعی کی ہوتی ہے۔

فائدہ نمبر 4:

آخری ٹرم میں مدعی کوئی نئی دلیل پیش نہیں کر سکتا، البتہ یہ بیان کر سکتا ہے کہ اس نے کس کس دلیل سے اور کیسے اپنے دعویٰ کو ثابت کیا ہے۔

6: ثبوت مناظرہ

[۱]: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿أَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰھِیْمَ فِیْ رَبِّہٖ اَنْ اٰتٰہُ اللّٰہُ الْمُلْكَ اِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ قَالَ أَنَاْ اُحْیٖ وَاُمِیْتُ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ فَاِنَّ اللّٰہَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِھَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُھِتَ الَّذِیْ کَفَرَ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (سورۃ البقرۃ:257)

ترجمہ: (اے نبی!) کیا آپ نے اس کو بھی دیکھا کہ جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس کے رب کے معاملہ میں حجت کی تھی اس غرور میں آکر کہ اس کو خدا نے سلطنت دی تھی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میرا رب تو وہ ہے کہ جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، اس نے کہا میں بھی تو زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: میرا رب تو آفتاب کو مشرق سے نکالا کرتا ہے سو تو اس کو مغرب کی طرف سے نکال دے، تب وہ کافر حیران رہ گیا اور اللہ تعالیٰ نا انصاف لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

توضیح: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دونوں دلیلوں کی بنیاد یہ تھی کہ عدم کو وجود دینا اور وجود کو عدم دینا میرے رب کا کام ہے، مگر دوسری دلیل چونکہ عوامی سطح کی تھی جسے عوام سمجھ گئی اس لیے نمرود مناظرہ ہار گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انداز بدلا ہے دلیل کی بنیاد نہیں بدلی۔

[۱]: مشہور متکلم، مفسر اور فقیہ امام ابو منصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی الحنفی (م 333ھ) اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

وفيه إباحة التكلم في الكلام والمناظرة فيه والحِجاج بقوله: (حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ)، ورد على من يمنع التكلم فيه لأنا أمرنا بدعاء الكفرة جميعًا إلى وحدانية الله تعالى، والإقرار له بذلك، والمعرفة له أنه كذلك، وكذلك الأنبياء بأجمعهم أمروا وندبوا إلى دعاء الكفرة إلى شهادة أن " لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وحده لا شريك له ". فإن دعوناهم إلى ذلك لا بد من أن يطلبوا منا الدليل على ذلك، والبيان عليه، والوصف له كما هو، والتقرير عندهم أنه كذا، فلا يكون ذلك إلا بعد المناظرة والحجاج فيه؛ لذلك قلنا: انه لا بأس بالتكلم والمناظرة فيه.

(تاویلات اہل السنۃ: ج1 ص218)

ترجمہ: آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ علم الکلام میں گفتگو کرنا اور اس میں مناظرہ کرنا جائز ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ﴾ ہے اور اس آیت میں ان لوگوں کا بھی رد ہے جو علم الکلام میں گفتگو سے منع کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم کفار کو اس بات کی دعوت دیں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، اس کے ایک ہونے کا اقرار کیا جائے اور اس بات کو دل سے مانا جائے کہ وہ ایسے ہی ہے (یعنی وحدہ لا شریک ہے) اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام کو یہ حکم دیا گیا ہے اور اس بات کی تلقین کی گئی ہے کہ وہ کفار کو "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وحده لا شريك له" کی گواہی کی دعوت دیں۔ چنانچہ جب ہم انہیں اس بات کی دعوت دیں گے تو لازمی طور پر وہ ہم سے اس پر دلیل مانگیں گے اور یہ مناظرہ اور گفتگو کے بعد ہی ممکن ہو سکے گا۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ علم الکلام میں گفتگو کرنا اور اس میں مناظرہ کرنا جائز ہے۔

[۲]: علامہ ابو البرکات حافظ الدین عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی رحمہ اللہ (م 710ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

والآية تدل على إباحة التكلم في علم الكلام والمناظرة فيه لأنه قال ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ﴾ والمحاجة تكون بين اثنين فدل على أن إبراهيم حاجه أيضا ولولم يكن مباحاً لما باشرها إبراهيم عليه السلام لكون الأنبياء عليهم السلام معصومين عن ارتكاب الحرام ولأنا أمرنا بدعاء الكفرة إلى الإيمان بالله وتوحيده وإذا دعوناهم إلى ذلك لا بد أن يطلبوا منا الدليل على ذلك وذا لا يكون إلا بعد المناظرة كذا في شرح التأويلات.

(تفسیر مدارک التنزیل: ج1 ص145)

ترجمہ: یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ علم الکلام میں گفتگو کرنا اور مناظرہ کرنا جائز ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ﴾ اور محاجہ فریقین کے درمیان ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اس سے مناظرانہ گفتگو فرمائی تھی۔ اگر مناظرہ جائز نہ ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کبھی یہ گفتگو نہ فرماتے اس لیے کہ انبیاء علیہم السلام حرام کے ارتکاب سے محفوظ اور بچے ہوئے ہیں۔ مناظرہ کے جواز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم کفار کو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور اس کی توحید کی دعوت دیں تو جب ہم انہیں اس بات کی دعوت دیں گے تو لازمی طور پر وہ ہم سے اس پر دلیل مانگیں گے اور یہ مناظرہ کے بعد ہی ممکن ہو گا۔ اسی طرح کی بات شرح التاویلات (تاویلات اہل السنۃ لابی منصور الماتریدی) میں ہے۔

[۳]: شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی (م 1394ھ) اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"ان آیات میں ابراہیم علیہ السلام کا نمرود بن کنعان سے مناظرہ اور مکالمہ بیان کرتے ہیں۔"

(معارف القرآن: ج1 ص498)

[۲]: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی:﴿اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَجَادِلۡھُمۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ اِنَّ رَبَّکَ ھُوَاَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ وَھُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُھۡتَدِیۡنَ﴾

(سورۃ النحل:125)

ترجمہ: اپنے رب کے رستہ کی طرف حکمت اور عمدہ وعظ سے بلائیے اور ان سے بحث بھی کرو تو پسندیدہ طریقہ سے کرو۔ آپ کے رب کو خوب معلوم ہے کہ کون اس کے رستہ سے بہکا ہوا ہے اور ان کو بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت پر ہیں۔

[۱]: اس آیت کے تحت علامہ ابو البرکات حافظ الدین عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی رحمہ اللہ (م710ھ) لکھتے ہیں:

"وَھُوَ رَدٌّ عَلٰی مَنۡ یَّاۡبِی الۡمُنَاظَرَۃَ فِی الدِّیۡنِ"

(مدارک التنزیل للنسفی ج1 ص207)

ترجمہ: اس آیت میں اس آدمی کی تردید ہے جو دین میں مناظرہ کا قائل نہیں۔

[۲]: حاشیہ جلالین میں اس آیت کے تحت لکھا ہے:

"اَلۡمُجَادَلَۃُ ھِیَ الۡمُنَازَعَۃُ لَا لِاِظۡھَارِ الصَّوَابِ بَلۡ لِاِلۡزَامِ الۡخَصۡمِ کَمَا فِی الرَّشِیۡدِیَّۃِ لٰکِنَّ الۡمُرَادُ ھٰھُنَا الۡمُنَاظَرَۃُ وَالۡجَدَلُ الۡاَحۡسَنُ اَنۡ یَّکُوۡنَ دَلِیۡلًا مُرَکَّبًا مِنۡ مُّقَدَّمَاتٍ مُسَلَّمَۃٍ فِی الۡمَشۡھُوۡرِ عِنۡدَ الۡجُمۡھُوۡرِ وَ مُقَدَّمَاتٍ مُسَلَّمَۃٍ عِنۡدَ ذٰلِکَ الۡقَائِلِ ھٰکَذَا فِی الۡکَبِیۡرِ" (حاشیہ جلالین ص228)

ترجمہ: فریقین کا اظہار صواب کیلئے نہیں بلکہ فریق مخالف کو چپ کرانے کیلئے گفتگو کرنا "مجادلہ ہے" جیسا کہ رشیدیہ میں ہے، لیکن یہاں مراد مناظرہ ہے اور بہترین مناظرہ وہ ہے جس میں دلیل ایسی ہو جو ایسے مقدمات سے مرکب ہو جو مشہور قول کے مطابق جمہور کے ہاں ثابت شدہ ہیں یا فریق مخالف کے ہاں ثابت شدہ ہیں، اسی طرح تفسیر کبیر میں ہے۔

[۳]: حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ (م1394ھ) اس آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اے نبی ! دعوت دے اور بلا تو اپنے پروردگار کی راہ کی طرف علم و حکمت کی باتوں کے ساتھ اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور اگر بحث و مباحثہ کا وقت آن پڑے تو نہایت عمدہ طریقے کے ساتھ ان سے مناظرہ کرو"۔ (معارف القرآن ج4 ص426)

فائدہ: دعوت کے اصل اصول دو ہیں:

(1) حکمت کے ساتھ، یعنی دلائل قطعیہ سے۔

(2) موعظہ حسنہ کے ساتھ، یعنی دلائل ظنیہ، قصص واقعات وغیرہ سے۔

رہا مجادلہ و مناظرۃ تو یہ ایک ہنگامی ضرورت ہے، جو معاند اور ضدی کیلئے سود مند ثابت ہوتا ہے۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (م604ھ) فرماتے ہیں:

وَمِنۡ لَطَائِفِ ھٰذِہِ الۡاٰیَۃِ اَنَّہٗ قَالَ ﴿اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ﴾ فَقَصَرَ الدَّعۡوَۃَ عَلٰی ذِکۡرِ ھٰذَیۡنِ الۡقِسۡمَیۡنِ لِاَنَّ الدَّعۡوَۃَ اِنۡ کَانَتۡ بِالدَّلَائِلِ الۡقَطۡعِیَّۃِ فَھِیَ الۡحِکۡمَۃُ ,وَاِنۡ کَانَتۡ بِالدَّلَائِلِ الظَّنِّیَّۃِ فَھِیَ الۡمَوۡعِظَۃُ الۡحَسَنَۃُ, اَمَّا الۡجَدَلُ فَلَیۡسَ مِنۡ بَابِ الدَّعۡوَۃِ بَلِ الۡمَقۡصُوۡدُ مِنۡہُ غَرَضٌ اٰخَرُ مُغَایِرٌ لِلدَّعۡوَۃِ وَھُوَ الۡاِلۡزَامُ وَالۡاِفۡحَامُ ,فَلِھٰذَا السَّبَبِ لَمۡ یَقُلۡ:اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَالۡجِدَالِ الۡاَحۡسَنِ ,بَلۡ قَطَعَ الۡجَدَلَ عَنۡ بَابِ الدَّعۡوَۃِ تَنۡبِیۡھًا عَلٰی اَنَّہٗ لَایَحۡصُلُ الدَّعۡوَۃُ ,وَاِنَّمَا الۡغَرَضُ مِنۡہُ شَیۡءٌ اٰخَرُ ,وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ (التفسیر الکبیر::ج20 ص112)

ترجمہ: اس آیت کے لطائف میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ﴿اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ﴾ فرما کر دعوت کو صرف دو

قسموں میں منحصر کر دیا ہے، اس لیے کہ اگر دعوت دلائل قطعیہ کے ساتھ ہو تو حکمت ہے اور اگر دلائل ظنیہ کے ساتھ ہو تو موعظہ حسنہ ہے۔ رہا جدل (بحث ومباحثہ) تو یہ دعوت کے طریق سے نہیں بلکہ اس سے مقصود کچھ اور ہوتا ہے جو دعوت سے الگ ایک چیز ہے یعنی کسی کو چپ کرانا۔ اس لیے اللہ نے اُدْعُ اِلٰى سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَالْجِدَالِ الْاَحْسَنِ نہیں فرمایا، جدل کو دعوت کے باب سے الگ ذکر کیا یہ بتانے کے لیے کہ اس کے ذریعے دعوت حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کا مقصد کچھ اور ہوتا ہے۔

مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ (م1396ھ) فرماتے ہیں:

”آیت کے نسق سے معلوم ہوتا ہے کہ اصول دعوت اصل میں دو ہی چیزیں ہیں: حکمت اور موعظت، تیسری چیز ”مجادلہ“ اصولِ دعوت میں داخل نہیں، ہاں طریق دعوت میں کبھی اس کی بھی ضرورت پیش آجاتی ہے۔

صاحب روح المعانی کا استدلال اس پر یہ ہے کہ اگر یہ تینوں چیزیں اصول دعوت ہوتیں تو مقتضائے مقام یہ تھا کہ تینوں چیزوں کو عطف کے ساتھ اس طرح بیان کیا جاتا ”بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَالْجِدَالِ الْاَحْسَنِ“ مگر قرآن حکیم نے حکمت وموعظت کو تو عطف کے ساتھ ایک ہی نسق میں بیان فرمایا اور مجادلہ کیلئے الگ جملہ ”وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَن“ اختیار کیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجادلہ فی العلم در اصل دعوۃ الی اللہ کا رکن یا شرط نہیں، بلکہ طریق دعوت میں پیش ہونے والے معاملات کے متعلق ایک ہدایت ہے، جیسا کہ اس کے بعد کی آیت میں صبر کی تلقین فرمائی ہے، کیونکہ طریق دعوت میں لوگوں کو ایذاؤں پر صبر کرنا ناگریز ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اصول دعوت دو چیزیں ہیں: حکمۃ اور موعظۃ، جن سے کوئی دعوت خالی نہ ہونی چاہیے، خواہ علماء وخواص کو ہو یا عوام الناس کو، البتہ دعوت میں کسی وقت ایسے لوگوں سے بھی واسطہ پڑجاتا ہے جو شکوک واوہام میں مبتلا اور داعی کے ساتھ بحث ومباحثہ پر آمادہ ہیں تو ایسی حالت میں مجادلہ کی تعلیم دی گئی، مگر اس کے ساتھ ”بِالَّتِي هِيَ أَحْسَن“ کی قید لگا کر بتلادیا کہ جو مجادلہ اس شرط سے خالی ہو اس کی شریعت میں کوئی حیثیت نہیں۔“ (معارف القرآن ج5 ص422: تحت سورۃ النحل)

7: حکم مناظرہ

علامہ علاء الدین محمد بن علی الحصکفی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلْمُنَاظَرَةُ فِي الْعِلْمِ لِنُصْرَةِ الْحَقِّ عِبَادَةٌ وَلِاَحَدِ ثَلَاثَةٍ حَرَامٌ، لِقَهْرِ مُسْلِمٍ، وَاِظْهَارِ عِلْمٍ، وَنَيْلِ دُنْيَا أَوْمَالٍ أَوْقُبُوْلٍ

(الدر المختار لعلاء الدین الحصکفی ج۹ ص۶۰۴ کتاب الحظر والاباحۃ، باب الاستبراء وغیرہ)

ترجمہ: دین حق کی مدد کیلئے مناظرہ کرنا عبادت ہے اور مسلمان کو ذلیل کرنے، اپنے علم کے اظہار اور دنیا، دولت یا عوام میں مقبولیت پیدا کرنے کیلئے مناظرہ کرنا حرام ہے۔

8: آداب مناظرہ

۱: مناظر صاحب علم ہو۔

۲: مافی الضمیر کو وضاحت کے ساتھ بیان کر سکتا ہو۔

۳: مناظر بے جھجک ہو۔

۴: آواز قدرے بلند ہو۔

۵: گرفت مضبوط ہو۔

۶: الفاظ مہذب اور شائستہ استعمال کرے۔

۷: اپنے مخالف کو کمزور نہ سمجھے۔

۸:اپنے اصولوں سے پیچھے نہ ہٹے۔

۹:دوران مناظرہ سامعین کو اپنی طرف متوجہ کئے رکھے۔

۱۰:اگر مناظرہ اہل علم میں ہو تو اصطلاحی الفاظ استعمال کرے اور اگر عوام میں ہو تو عام فہم الفاظ استعمال کرے۔

9:متعلقات مناظرہ

مناظرہ طے کرتے وقت دس چیزیں مخالف مناظر سے لکھوالینی چاہئیں۔

موضوع، دعوی، مناظر، معاون مناظر، صدر مناظر، شرائط، دلائل، مقام، تاریخ اور وقت۔

ا:موضوع

اس سے مراد وہ عنوان ہے جس پر مناظرہ ہو رہا ہے۔ مثلاً عقائد پر مناظرہ ہے تو کون سا عقیدہ ہے؟ اگر مسائل پر ہے تو کون سا مسئلہ ہے؟

۲:دعویٰ

جس عقیدہ یا مسئلہ پر مناظرہ ہو اس عقیدہ یا مسئلہ کے بارے میں موقف کو "دعویٰ" کہتے ہیں۔

۳:مناظر

مدعی کے دعوی کو ثابت کرنے یا منکر کی طرف سے اس کے دعوی کو توڑنے والے شخص کو "مناظر" کہتے ہیں۔

فائدہ نمبر 1: بہتر یہ ہے کہ مناظر کا تعین مناظرہ طے کرتے وقت کر لیا جائے ورنہ مناظرہ کے وقت بھی مناظر کا تعین کیا جا سکتا ہے۔

فائدہ نمبر 2: مناظر کو چاہئے کہ اپنے پاس ایک نوٹ بک رکھے اور فریق مخالف کی گفتگو کے دوران جو بات ذہن میں آئے یا جو بات اپنی ٹرم میں بیان کرنی ہو اس کو نمبر وار لکھتا جائے۔

۴:معاون

مناظر کی معاونت کیلئے جو آدمی مقرر کیا جائے اس کو "معاون" یا "معین مناظر" کہتے ہیں، جس کے ذمہ حوالہ جات تلاش کر کے مناظر کو دینا یا مناظر کو کوئی بات یاد دلانا ہوتا ہے۔

فائدہ نمبر 1: معاون مناظر ایک سے زائد بھی مقرر کئے جا سکتے ہیں۔

فائدہ نمبر 2: معاون مناظر کو چاہئے کہ مناظر کو زبانی بات یاد دلانے کی بجائے پرچی پر لکھ دے۔

۵:صدر مناظر

مناظرہ کنٹرول کرنے والے آدمی کو صدر مناظر کہتے ہیں۔

فائدہ نمبر 1: مخالف مناظر اگر موضوع سے ہٹ کر بات کرے یا شرائط کے مطابق بات نہ کرے تو صدر مناظر بواسطہ مخالف صدر مناظر کے مناظر سے موضوع اور شرائط کی پابندی کراتا ہے۔

فائدہ نمبر 2: صدر مناظر مضبوط ہو تو مناظر کی بعض کوتاہیوں کا تدارک بھی کر سکتا ہے۔

فائدنمبر 3: صدر مناظر کو "صدر مناظرہ" بھی کہتے ہیں۔

۶: شرائط:

مناظرہ کیلئے جو قواعد طے کئے جاتے ہیں ان کو "شرائط" کہتے ہیں۔

فائدہ: مناظر کو چاہئے کہ لکھی ہوئی شرائط کے مطابق گفتگو کرے اور مخالف مناظر کو بذریعہ صدر مناظر کے اس کا پابند کرے۔

۷: دلائل

مناظرہ طے کرتے وقت یہ بات لکھوا لینی چاہیے کہ مخالف مناظر ادلہ اربعہ [قرآن، سنت، اجماع اور قیاس] میں سے کن دلائل کو مانتا ہے اور کن دلائل سے گفتگو کرے گا۔

فائدہ: اگر ایک ہی نسبت رکھنے والے دو فریقوں کے درمیان مناظرہ ہو تو مناظرہ طے کرتے وقت یہ بات لکھوالیں کہ ہر فریق بطور دلیل صرف اس منسوب الیہ شخصیت کی عبارات کو پیش کرنے کا پابند ہو گا، جن کی طرف یہ اپنی نسبت کرتا ہے۔ مثلاً اگر دیوبندی اور بریلوی میں مناظرہ ہو اور موضوع مثلاً انگوٹھے چومنا، جنازہ کے بعد دعا، قل وغیرہ ہو تو فریقین اپنے اپنے موقف پر فقہ حنفی کی عبارات پیش کرنے کے پابند ہوں گے، اس لئے کہ فریقین خود کو "حنفی" کہلاتے ہیں۔ اگر دیوبند کی طرف نسبت کرنے والے دو فریقین کے درمیان مثلاً حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سماع الصلوۃ والسلام عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم، استشفاع عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم، عرض اعمال، مسئلہ توسل اور سماع موتی پر مناظرہ ہو تو فریقین متفق علیہ اکابر کی عبارات کو پیش کرنے کے پابند ہوں گے، اس لئے کہ دونوں خود کو دیوبندی کہلاتے ہیں۔

۸: مقام:

وہ جگہ جہاں پر مناظرہ کرنا ہے۔

فائدہ: مقام مناظرہ ممکن حد تک ہمیشہ ایسی جگہ کو طے کرنا چاہئے جو سو فیصد اپنی ہو۔ ورنہ آپ کو دو نقصان ہونگے:

(1) آپ مخالف کے پاس جائیں گے تو وہ انتظامیہ کو اطلاع کردے گا کہ یہ مولوی صاحبان ہمارے ساتھ جھگڑنے آئے ہیں۔ نتیجۃً قانونی کارروائی آپ کے خلاف ہو گی۔

(2) جگہ اگر مخالف کی ہو تو اختتامِ مناظرہ پر آپ نے واپس آنا ہے، اب مخالف ویڈیو وغیرہ بنا کر یہ پروپیگنڈہ کرے گا کہ آپ دوڑ گئے ہیں۔

۹: تاریخ

مناظرہ طے کرتے وقت تاریخ متعین کرنی چاہئے اور تاریخ لکھتے وقت مہینہ اور سن ضرور لکھنا چاہئے اور یہ لکھیں کہ تاریخ ہجری ہو گی یا عیسوی۔

۱۰: وقت

وقت سے مراد مناظرہ شروع کرنے کا وقت ہے، کہ کتنے بجے مناظرہ ہو گا۔

فائدہ نمبر 1: مناظرہ شروع کرنے کا وقت لکھتے وقت یہ ضرور لکھیں۔

☆ وقت دن کا ہو گا یا رات کا ہو گا؟

☆ مناظرہ کا دورانیہ کتنے وقت پر مشتمل ہو گا؟

☆ مناظرہ کی ہر ٹرم کا وقت کتنا ہو گا؟ یعنی ہر ٹرم کتنے وقت پر مشتمل ہو گی؟

فائدہ نمبر 2: پہلی ٹرم کا وقت نسبتاً زیادہ رکھنا چاہئے کیونکہ پہلی ٹرم میں ہر مناظر نے اپنے دلائل کے علاوہ اپنے خطبہ، اپنے دعوی اور اس کی وضاحت بھی کرنی ہوتی ہے۔

فائدہ نمبر 3: وقت بتانے کیلئے ٹائم کیپر بھی متعین کرنا چاہیے جو ہر مناظر کو اس کا وقت ختم ہونے پر روکے۔

10: حیثیت واہمیت مناظرہ

مناظرہ علمی دلائل کی جنگ کا نام ہے اور جنگ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا اللهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ۔

(صحیح البخاری ج1 ص424 کتاب الجہاد، باب لاتمنوا لقاء العدو)

ترجمہ: اے لوگو! دشمن سے لڑائی کی تمنانہ کرو اور اللہ سے عافیت مانگو۔ ہاں جب ان سے لڑائی ہو جائے توڈٹے رہو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔

فائدہ: اصولِ جنگ

(1) جرنیل پسند کا میدان سجاتا ہے، مناظر کو بھی چاہیے کہ پسند کا میدان سجائے جو مناظرہ کے مفید اور کامیاب ہونے میں معاون ثابت ہو۔

(2) جرنیل اہتمام کرتا ہے کہ کمک کا سلسلہ منقطع نہ ہو، مناظر کو بھی چاہیے کہ ایسا معاون تیار کرے جو دلائل کی فراہمی میں کمی نہ آنے دے۔

(3) جرنیل میدان جنگ میں خاص طور پر میمنہ اور میسرہ کو مضبوط کرتا ہے، مناظر کو بھی چاہیے کہ ٹیم مضبوط رکھے۔

(4) جرنیل ایسے اسباب اختیار کرتا ہے کہ بغیر لڑائی کے فتح ہو، مناظر بھی ایسی تدابیر اختیار کرے کہ بغیر مناظرہ کے فتح ہو۔

(5) جرنیل جس طرح مخالف فوج سے لڑتا ہے اسی طرح اپنی فوج کو حوصلہ بھی دیتا ہے، مناظر کو بھی چاہیے کہ مخالف کے دلائل توڑنے کے ساتھ ساتھ اپنی ٹیم کا حوصلہ بڑھاتا رہے۔

(6) جرنیل جنگ بھی کرتا ہے اور منفی پروپیگنڈہ بھی توڑتا ہے، مناظر کو بھی مناظرہ کرتے ہوئے منفی پروپیگنڈے حکمت سے توڑتا رہے۔

(7) جنگ اللہ سے مانگتے نہیں لیکن اگر آجائے تو دوڑتے نہیں، مناظرہ بھی مانگا نہ جائے ہاں اگر آجائے تو ہمت وجرأت سے کرنا چاہیے۔

قرآن کریم میں بھی ﴿اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ﴾ (النحل:125) سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ طرق دعوت دو ہیں۔ اس لئے ہم بھی کہتے ہیں کہ باطل کو سمجھانے کیلئے اول نمبر پر حکمت یعنی دلائل قطعیہ، دوسرے نمبر پر موعظہ حسنہ یعنی دلائل ظنیہ سے کام لینا چاہئے اور اگر احقاق حق اور ابطال باطل کی مناظرہ کے علاوہ کوئی اور صورت ممکن نہ ہو تو اتمامِ حجت کے لیے اللہ کا حکم اور عبادت سمجھ کر مناظرہ کرنا چاہیے۔

ہمارے حضرات اکابر کے ہاں مناظرہ کی اہمیت معلوم کرنے کیلئے زبدۃ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان افروز واقعہ کافی ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی مدنی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”مولوی فاروق احمد صاحب انبیٹھوی کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ سفر حج کو جاتے ہوئے راستہ میں مولوی دیدار علی اَلوَرِی کی طرف سے آپ کو عین اس وقت دعوت مناظرہ دی گئی جب کہ آپ جہاز میں سوار ہونے کو تیار تھے۔ آپ کے رفقاء نے جواب دیا کہ اس وقت توگنجائش نہیں کہ جہاز تیار اور آخری ہے۔ البتہ واپسی پر مناظرہ ہو گا، مگر آپ نے سناتو بے ساختہ فرمایا کہ نہیں! نہیں! ہم تیار ہیں۔ کل کو ہم قیام کریں گے اور صبح مناظرہ ہو گا۔ مولوی صاحب سے کہنا کہ مقام اور مباحث مناظرہ آج طے کرلیں اور رفقاء کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ مولوی صاحب مناظرہ کرتے ہیں تو ہمیں انکار نہ کرنا چاہئے حج بشرط زندگی دوسرے سال کرلیں گے یہ بھی تو ایک دینی کام ہے۔ یہ جواب سن کر فریق ثانی پر اَوس پڑگئی اور کوئی میدان مناظرہ میں نہ آیا۔ حضرت چند دن قیام فرما کر بمبئی روانہ ہو گئے، حالانکہ جہاز کی تاریخ روانگی گزر چکی تھی مگر اللہ کی شان کہ اس کو چار دن کسی غیر معمولی عذر سے ٹھہرنا پڑ گیا اور آپ اس میں سوار ہو کر عرب پہنچ گئے۔(تذکرۃ الخلیل: ص151)